فتاویٰ امن پوری (قسط ۸۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): لڑکی کا ولی اس کا چچیرہ چچا ہے، اس کی اجازت کے بغیر لڑکی کی ماں نے نکاح کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): ماں کو حق ولایت حاصل نہیں۔ چچیرہ چچا ولی ہے، لہٰذا اگر لڑکی کے نکاح پر ولی کی اجازت نہیں، تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔

(سوال): لڑکی نے گواہ کی موجودگی میں نکاح سے رضامندی ظاہر کی اور نکاح ہو گیا، مگر دو گھنٹے بعد نکاح سے انکار کر گئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نکاح منعقد ہو چکا ہے، لڑکی کے انکار کی کوئی حیثیت نہیں۔ البتہ اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو خلع کے ذریعے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

(سوال): عورت کس عمر میں اپنے نفس کا اختیار رکھتی ہے؟

(جواب): نکاح کرنے کے متعلق عورت خود مختار نہیں ہے۔ عورت کی رضامندی کے ساتھ ساتھ ہر صورت ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے، اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، خواہ نکاح کرنے والی باکرہ ہو یا شوہر دیدہ، بالغہ ہو یا نابالغہ۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد اس کے ساتھ دخول

کر لیتا ہے، تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا اور اگر ان (باپ کے علاوہ ولیوں) میں اختلاف ہو جائے، تو حاکمِ وقت اس کا ولی ہے، جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔''

(مسند إسحاق : 499، مسند الإمام أحمد : 165/6، مسند الحميدي : 228، مسند الطّيالسي (منحة :305/1)، سنن أبي داوٗد : 2083، سنن ابن ماجه : 1879، سنن الترمذي : 1102، السّنن الكبرىٰ للنسائي : 5394، مسند أبي يعلٰى : 2083، سنن الدّارقطني : 221/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 105/7، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (معجم الشیوخ:۲۳۴) نے ''حسن''، جبکہ امام ابن الجارود (۷۰۰)، امام ابوعوانہ (۴۲۵۹)، امام ابن خزیمہ (فتح الباری:۱۹۱/۹)، امام ابن حبان (۴۰۷۴، ۴۰۷۵)، حافظ بیہقی (السنن الکبریٰ:۱۰۷/۷)، حافظ ابن الجوزی (التحقیق:۲/ ۲۵۵) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، اس بارے میں یہ حدیث عظیم الشان ہے اور بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دینے پر اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔''

(الكامل لابن عدي : 1115/3، وفي نسخة : 266/3)

سوال: عورت کے بالغ ہونے کی عمر کیا ہے؟

جواب: لڑکی میں بلوغت کی چار علامات ہیں؛ ① حیض ② احتلام ③ زیر ناف بال کا اُگنا ④ پندرہ سال عمر۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ .

''اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 150/6، 218، سنن أبي داوٗد : 641، سنن الترمذي : 377، سنن ابن ماجه : 665، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے، امام ابن الجارود (173)، امام ابن خزیمہ (775)، امام ابن حبان (1711)، حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 155/4) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (251/1) نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ثابت ہوا کہ حیض بھی علامات بلوغت میں سے ہے، اسی لئے بالغہ کو حائضہ کہا گیا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) لکھتے ہیں:

''احتلام، زیر ناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 388/4)

احتلام، زیر ناف بال، پندرہ سال کی عمر اور عورت کی ماہواری علامات بلوغ ہیں۔

سوال: صرف ایک بار حیض آنا بلوغ کے لیے کافی ہے؟

جواب: ایک بار حیض آنے سے بھی بلوغت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال: لڑکے کی شادی اس کے والدین اس کی مرضی کے خلاف کر رہے ہیں، اس نکاح کا حکم ہے؟

جواب: لڑکا ہو یا لڑکی، ہر بالغ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کیا جائے، تو وہ منعقد

نہیں ہوتا۔ البتہ بالغ لڑکی کی رضامندی کے ساتھ ساتھ اس کے ولی کی اجازت اور رضامندی بھی ضروری ہے، بالغ لڑکا اگر اپنے والدین یا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے،تو شرعاً وہ نکاح معتبر ہے۔

(سوال): ایک لڑکی نے اپنے نانا اور نانی کے یہاں پرورش پائی، اس کا باپ زندہ ہے،تو نکاح میں ولی کون ہوگا؟

(جواب): نکاح میں ولی لڑکی کا باپ ہی ہے، پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

(سوال): ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کردیا،تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کا نکاح کرنا جائز نہیں، یہ اختیار ولی اقرب کے پاس ہے، وہ ولی ابعد کے نکاح کو رد کردے،تو نکاح باطل ہوجاتا ہے۔

(سوال): لڑکی سے اجازت لیتے وقت جس لڑکے اور اس کے باپ کا ذکر کیا گیا، بعد میں وہ کوئی اور نکلا،تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر لڑکی چاہے،تو یہ نکاح رد کرسکتی ہے، چاہےتو قائم رکھ سکتی ہے۔

(سوال): لڑکی کا ولی اس کا نکاح ایک لڑکے سے کرنا چاہتا ہے، مگر برادری کا سرپنچ کہتا کہ ''اس کا نکاح فلاں جگہ کرو اور میری مرضی کے بغیر اس لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے۔'' اب ولی کیا کرے؟

(جواب): شریعت نے نکاح کا اختیار ولی کو سونپا ہے، ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کا نکاح جائز نہیں، لہٰذا ولی کو چاہیے کہ جہاں مناسب سمجھے لڑکی کا نکاح کرے۔

(سوال): دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے لڑکی کا نکاح ایک جگہ کر دیا اور دوسرے نے دوسری جگہ کر دیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): جو نکاح پہلے کیا گیا، وہ منعقد ہے اور دوسرا نکاح باطل ہے۔ البتہ اگر لڑکی دوسرا نکاح پر راضی ہے اور پہلے نکاح پر راضی ہی نہ تھی، تو دوسرا نکاح معتبر ہوگا۔

(سوال): سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ، بہر صورت اس کے لیے باپ کی اجازت شرط ہے، اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ لڑکی اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، إِنَّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الْبَغِيُّ .

''عورت کسی اور کا یا اپنا نکاح نہیں کر سکتی، اپنا نکاح خود کرنے والی زانیہ ہے۔''

(سنن الدارقطني : ٢٢٨/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَالزَّانِيَةُ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنُ وَلِيِّهَا .

''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے، نہ ہی اپنا نکاح خود کرے، جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے، وہ زانیہ ہے۔''

(سنن الدارقطني : ٣٥٣٩، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتّحاف المَهرة : ٥٦٦/١٥)

❁ نیز امام ابن منذر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُ ذٰلِكَ .

''اس کے خلاف کسی صحابی سے کچھ ثابت نہیں۔''(فتح الباري : ۱۸۷/۹)

❁ فقہائے سبعہ فرماتے ہیں:

لَا تَعْقِدُ امْرَأَةٌ عُقْدَةَ النِّكَاحِ فِي نَفْسِهَا، وَلَا فِي غَيْرِهَا .

''عورت اپنا یا کسی عورت کا نکاح نہیں کر سکتی۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۱۱۳/۷، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: عورت کو اس کے ولی سے خرید کر نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی آزاد کی خرید وفروخت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس پر سخت وعید آئی ہے۔ البتہ اگر کوئی ولی سے اس کی لڑکی خرید کر نکاح کر لے، تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا، بشرطیکہ لڑکی بھی اس نکاح پر راضی ہو۔

سوال: اگر باپ صحیح الحواس نہ ہو، تو لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

جواب: جو شخص پاگل ہو جائے، اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، تا آنکہ وہ دماغی طور پر تندرست ہو جائے۔ کیونکہ پاگل اور دیوانے کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں۔ باپ کے پاگل ہونے کی صورت میں لڑکی کا قریب ترین بالغ رشتہ دار اس کا ولی ہوگا۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور

③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔“

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: دو برابر ولیوں میں سے ایک نے لڑکی کا نکاح اپنے پوتے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، کس کا نکاح معتبر ہوگا؟

جواب: جس ولی نے پہلے نکاح کیا، وہ منعقد ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا، البتہ اگر لڑکی پہلے نکاح پر راضی نہیں اور دوسرے نکاح پر راضی ہے، تو پہلا نکاح منعقد نہ ہوگا اور دوسرا نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ نکاح میں لڑکی کی رضا مندی بھی ضروری ہے۔

سوال: ولد الحرام لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

جواب: اگر ناجائز لڑکی کی پیدائش کے وقت اس کی ماں کسی کے عقد میں تھی، تو اس لڑکی کو ماں کے شوہر کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا اور زانی کے لیے حد رجم ہے۔ اس لیے اس ناجائز لڑکی کا ولی اس کی ماں کا شوہر ہوگا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا

بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تاوقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔‘‘

(صحيح البخاري : 2053، صحيح مسلم : 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے، لہٰذا لڑکی کا ولی بھی وہی ہوگا، جس کے بستر پر وہ پیدا ہوئی تھی۔

سوال: ایک یتیم لڑکی کا ولی اس کا چچازاد بھائی تھا، وہ لڑکی کی جائیداد کو اپنے مصرف میں لاتا تھا اور اس کا مال کھاتا تھا، حکومت نے اس کی جگہ لڑکی کے ماموں کو ولی مقرر کر دیا، تو کیا نکاح میں بھی ماموں ولی ہوگا؟

جواب: جو ولایت ماموں کو سونپی گئی ہے، وہ مال میں ولایت ہے۔ نکاح میں ولایت بہر حال چچازاد بھائی کو ہی حاصل ہوگی۔

سوال: لڑکی کا باپ اس کی شادی کفو میں نہ کرے، تو کیا لڑکی کی بہن اس کی شادی کفو میں کر سکتی ہے؟

جواب: باپ کی موجودگی میں کوئی مرد بھی ولی نہیں بن سکتی، جبکہ عورت کو کسی صورت

حق ولایت حاصل نہیں،عورت کسی کا نکاح نہیں کرسکتی۔

سوال: اگر ایک ولی نکاح پر راضی ہے اور دوسرا انکار کرتا ہے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: سرپنچ یا قاضی ان کے اختلاف کو ختم کرے گا اور کسی ایک کی ولایت پر نکاح کرنے کا فیصلہ کرے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهُ.

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے،اگر مرد اس کے ساتھ دخول کر لیتا ہے،تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا اور اگر ان (باپ کے علاوہ ولیوں) میں اختلاف ہو جائے،تو حاکمِ وقت اس کا ولی ہے،جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔''

(مسند إسحاق : 499، مسند الإمام أحمد : 165/6، مسند الحميدي : 228، مسند الطّيالسي (منحة : 305/1)، سنن أبي داوٗد : 2083، سنن ابن ماجه : 1879، سنن الترمذي : 1102، السّنن الكبرىٰ للنسائي : 5394، مسند أبي يعلٰى : 2083، سنن الدّارقطني : 221/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 105/7، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا نو سال کی لڑکی بالغہ ہو سکتی ہے؟

جواب: ہو سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

''نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح چھ برس کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو برس کی عمر میں ہوئی اور نو برس آپ ﷺ کی زوجیت میں رہی۔''

(صحيح البخاري: 5133)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نو سال کی عمر میں بھی بلوغت ہو سکتی ہے۔ نو سال کی عمر ہمیشہ بچپنے کی نہیں ہوتی، بعض معاشروں میں یہ عمر بلوغ کی بھی ہے۔

اس کا تعلق ماحول، معاشرت، خوراک اور آب و ہوا سے ہوتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات، مشاہدات اور استقرا نو سال کو بلوغت کی طبعی عمر قرار دیتے ہیں۔

جہاں کی آب و ہوا اور خوراک گرم ہوگی، وہاں بچے جلدی بالغ ہوں گے، عرب کا خطہ بالکل ایسا ہے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی تاریخ کو کھنگالئے، تو نو دس سال کی عمر میں شادی کا عام رواج نظر آتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں نو سال کی عمر میں بلوغ ممکن و شائع تھا، اس لئے کسی کو اعتراض نہیں ہوا

سوال: بارہ تیرا سال کا لڑکا خود کو بالغ بتاتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: مرد کے بالغ ہونے کی علامت احتلام یا زیر ناف بال کا اگنا ہے۔ اگر یہ دونوں علامتیں ظاہر نہ ہوں، تو پندرہ سال کی عمر کو بلوغت کی عمر قرار دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پندرہ برس سے پہلے یہ علامات ظاہر ہوں، تو بلوغت نہیں ہوگی، لہٰذا بارہ تیرا سال کے لڑکے میں بلوغ کی کوئی علامت ظاہر ہو، تو وہ بالغ شمار ہوگا، اس پر شرعی احکام لاگو

ہوں گے اور اس کے گناہ لکھے جائیں گے۔

سوال: کیا حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی؟

جواب: جی ہاں، کیونکہ حیض بھی بلوغت کی علامت ہے۔

سوال: طلاق کے بعد بچے کی حضانت (پرورش اور دیکھ بھال) کون کرے گا؟

جواب: تاریخ انسانی میں احترام آدمیت کی جو تعلیمات اسلام نے بیان کی ہیں کسی دوسرے مذہب یا تہذیب وتحریک کے حاشیہ خیال سے بھی نہیں گزریں، اسلام ابن آدم کی پانچ چیزوں کی حفاظت کرتا ہے، جان، مال، عقل، عزت اور ایمان، پیدائش سے جوانی تک کے مراحل جن میں بعض ایسے ہیں کہ انسان بے حیثیت سا ڈھانچہ ہے اسے کامل اور مکمل توجہ کی ضرورت ہے، قدم بہ قدم رہنمائی مانگتا ہے، اس کی پرورش اس کی جسمانی عقلی اور دینی ضروریات نبھانے کی ذمہ داری ماں باپ کو سونپی گئی ہے، لیکن بسا اوقات ستم ظریف حالات کی مجبوریاں بچے کے ماں باپ میں جدائی کا پیغام لاتی ہیں انہیں ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑتا ہے۔

ایسے عالم میں اس بچے کی ذمہ داری کون اٹھائے گا جسے نشوونما کی ضرورت ہے، جس کا ماں باپ کے اس ہنگام میں ذرا سا بھی دخل نہیں، تو اسلام نے اس کے لئے ماں یا باپ میں سے کسی ایک کو خاص نہیں کیا، بل کہ اس کے لئے ماں باپ کی صلاحیت کو دیکھا جائے گا کون ہے جو اس کی پرورش کر پائے گا، اسے مکمل دینی، روحانی، جسمانی اور عقلی ضروریات فراہم کر سکے گا ماں یا باپ، اگر ماں کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے، تو بچہ ماں کے نام اور اگر باپ کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے، تو بچہ باپ کی پرورش میں دیا جائے گا۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''ہم نے جسے اختیار یا قرعہ کے ذریعہ مقدم کیا ہے، وہ بچے کی مصلحت کی پیشِ نظر ہے۔ باپ کی بہ نسبت ماں زیادہ خیال رکھنے والی اور غیرت مند ہو، تو اسے مقدم کریں گے، اس حالت میں کسی قرعہ یا بچے کے اختیار کا اعتبار نہیں ہو گا، کیوں کہ وہ کم عقل ہے، ڈھیل اور کھیل کود کو ترجیح دے گا۔ بچہ جب ماں باپ میں سے کسی ایسے کو اختیار کر لے، جو فضولیات میں اس کی مدد کرتا ہے، اس صورت میں بچے کا اختیار نا قابلِ التفات ہو گا اور اس کے پاس رہے گا، جو اس کے حق میں شرعی طور پر خیر اور حفاظت کا باعث ہو۔ شریعت اسی کی گنجائش دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس برس کی عمر میں نماز چھوڑنے پر زدوکوب کرو۔ نیز بستر بھی علیحدہ کر دو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(التحريم : ٦)''مومنو! خود اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچا لو، جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔'' امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھیں۔ ماں جب اسے مکتب میں رکھے گی اور قرآن کی تعلیم سے آشنا کرے گی اور بچہ کھیل کود اور اپنے ساتھیوں کی محفل کو ترجیح دے، جب کہ باپ بھی اس سب کا اہتمام کر سکتا ہے، تو باپ بغیر کسی قرعہ کے زیادہ حق دار ہے۔ اس کے برعکس ہو، تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی بچے میں اللہ اور رسول کے اوامر نافذ کرنے کی استعداد نہیں رکھتا اور دوسرا ان سب کا خیال رکھ سکتا ہے اور یہی حق دار ہو گا۔ میں نے اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا تھا:

کسی حاکم کے ہاں والدین کا ایک بچے کے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ قاضی کے اختیار دینے پر بچے نے باپ کو اختیار کرلیا۔ ماں نے قاضی سے کہا کہ بچے سے پوچھیے کہ باپ کو کیوں چنا؟ پوچھنے پر کہنے لگا: میری ماں مجھے روزانہ لکھاری کے پاس بھیجتی ہے اور استاذ مجھے مارتا ہے، جب کہ میرے ابو مجھے بچوں کے ساتھ کھیلنے دیتے ہیں، قاضی نے ماں کے حق میں فیصلہ کر کے فرمایا: آپ ہی اس کی زیادہ حق دار ہیں۔ ہمارے استاذ محترم فرمایا کرتے تھے کہ جب ماں باپ میں سے کوئی اپنے بچے کی تعلیم اور فرائض کو چھوڑ دے، وہ گناہ گار ہے اور اس کی کوئی ولایت نہیں، بل کہ جو بھی بچے کے واجب امور کا اہتمام نہ کرے وہ ولایت کا اہل نہیں ہے۔ یا تو اس سے ولایت چھین کر کسی مہتمم کو دے دی جائے گی یا اس کے ساتھ کسی ایسے کو شریک کر دیا جائے گا جو واجبات کا اہتمام کروائے، کیوں کہ مقصود جہاں تک ممکن ہو اللہ و رسول کی اطاعت کرنا ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں: یہ کوئی موروثی حق نہیں ہے، کہ جو رشتہ داری، نکاح یا ولا سے حاصل ہو جائے اور وارث پارسا ہو یا فاسق و فاجر، بل کہ یہ ایسی ولایت ہے، جس میں واجبات، اس کا علم اور جتنا ممکن ہو، عمل میں لانے کی بساط ہو۔ نیز فرماتے ہیں: فرض کیا ایک بندہ کسی عورت سے شادی کر لے اور وہ عورت اس کی بیٹی کا خیال رکھے، نہ اس کی مصلحت کو سمجھے۔ جب کہ اس کی ماں اپنی سوتن سے زیادہ اس کی مصلحت کا خیال رکھتی ہے اور تربیت بھی بخوبی کر سکتی ہو۔ اس صورت حال میں پرورش ماں کا حق ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے والدین میں سے کسی کو بھی مطلق طور پر

مقدم نہیں کیا اور نہ ہی عمومی طور پر بچے کو اختیار دیا ہے۔ علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ پرورش کرنے میں علی الاطلاق کوئی بھی مقدم نہیں ہے۔ لہٰذا کسی سرکش اور مفرط کو نیک عادل اور محسن پر مقدم نہیں کیا جا سکتا، واللہ اعلم!''

(زاد المَعاد في هدي خير العِباد : ٤٧٥/٤)

❁ نیز فرماتے ہیں:

'' ہمارے استاذ محترم علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک اور ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسئلہ 'حضانۃ' میں یہ کہنا انتہائی مناسب ہوگا کہ یہ ایسی ولایت ہے، جس میں شفقت، تربیت اور لطف وکرم کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ حق دار بھی وہی ہے، جو اس بچے کے زیادہ قریب ہو اور ان صفات کا زیادہ حامل ہو۔ یہ اس کے قریبی رشتہ دار ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی زیادہ قریبی اور ان صفات سے متصف کو مقدم کیا جاتا ہے۔ اگر ان صفات کے حاملین میں دو یا زیادہ برابر ہو جائیں۔ اگر ان کے درجات برابر ہوں، تو مؤنث کو مذکر پر ترجیح دی جائے گی۔ لہٰذا ماں کو باپ پر، دادی کو دادا پر، خالہ کو ماموں پر، پھوپھی کو چچا پر اور بہن کو بھائی پر ترجیح دی جائے گی۔ اگر دو برابر مذکر یا مؤنث جمع ہو جائیں، اسے قرعہ کے ذریعے مقدم کیا جائے گا۔ اگر بچے کے ساتھ ان کے درجات مختلف ہوں اور قرابت ایک ہی جہت سے ہو، تو بہن کو بیٹی پر، بچے کی خالہ کو والدین کی خالہ پر، والدین کی خالہ کو دادا کی خالہ پر اور نانا و نانی کو اخیافی بھائی پر مقدم کیا جائے گا، کیوں کہ حضانہ کے مسئلہ میں ابو اور چچا کی جہت بھائیوں کی جہت سے زیادہ قوی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخیافی

بھائی کومقدم کیا جائے گا، کیوں کہ میراث میں نانا سے زیادہ قوی ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب میں یہ دونوں صورتیں موجود ہیں۔''

(زاد المعاد في هدي خير العباد : 50/5)

سوال: کیا فاحشہ عورت کو حق حصانت حاصل ہے؟

جواب: فاحشہ کو حق حصانت (پرورش اور دیکھ بھال) حاصل نہیں، یہ اپنی اولاد کو بھی فاحشہ بنا دے گی، لہٰذا اولاد کی دنیوی واُخروی فلاح کا تقاضا ہے کہ ایسی فاحشہ ماں کو حق حصانت نہ دیا جائے اور دیگر رشتہ داروں جو بچوں کی اچھی تربیت کرسکیں، کو دے دیا جائے۔

سوال: اگر لڑکی کا باپ لڑکے والوں سے نکاح کے لیے پیسے لے، تو کیا وہ ولی رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: لڑکی کا نکاح کرنے کے لیے ولی کا لڑکے والوں سے پیسے لینا جائز نہیں، البتہ اس سے باپ کی ولایت ختم نہیں ہوتی۔

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت جہیز کے بدلے میں پیسے لیے تھے یا نہیں؟

جواب: ایسا کچھ ثابت نہیں۔

سوال: ایک لڑکی کا نکاح اس کے ولی چچا نے بلوغت سے پہلے کیا تھا، تو لڑکی نے بلوغت کے بعد اس نکاح کا انکار کردیا اور دوسری جگہ نکاح کرلیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بلوغت سے پہلے جو ولی چچا نے نکاح کیا، وہ شرعا صحیح اور معتبر ہے۔لڑکی کو بلوغت کے بعد خیار بلوغ حاصل ہے، وہ اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے۔مگر مذکورہ صورت میں لڑکی نے نکاح کو فسخ نہیں کیا، بلکہ اپنے منکوحہ ہونے کا ہی انکار کیا، لہٰذا لڑکی نے جو دوسری

جگہ نکاح کیا، وہ باطل ہے، کیونکہ وہ ابھی پہلے شوہر کے عقد میں ہے۔

سوال: ماں نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور باپ نے اجازت نہ دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نکاح نہیں ہوا۔ نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہے اور کوئی عورت عورت کا نکاح نہیں کر سکتی۔

سوال: ولی کا جعلی اجازت نامہ بنوکر نکاح ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نکاح نہیں ہوا۔ جب تک ولی کی اجازت اور رضامندی ثابت نہ ہو، نکاح معتبر نہیں۔

سوال: تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا، بعد میں کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: تیرہ سالہ لڑکی کا بالغ ہونا ممکن ہے۔ لہٰذا اس کی بات کا اعتبار ہوگا۔

سوال: چودہ سالہ لڑکی، جس میں ابھی کوئی علامت بلوغت ظاہر نہیں ہوئی کا نکاح اس کا باپ اس کی غیر موجودگی میں کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکی میں بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو اس کی سن بلوغ پندرہ سال مقرر ہے۔ اب چونکہ لڑکی چودہ سال کی ہے اور شرعاً بالغ نہیں، تو نابالغہ کا ولی اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتا ہے، مگر بلوغت کے بعد لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔

سوال: ایک لڑکی کا نکاح اس کے سگے چچا زاد بھائی نے ایک جگہ کیا اور دوسری جگہ لڑکی کے سوتیلے چچا زاد بھائی نے کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس لڑکی کا ولی حقیقی چچا زاد بھائی ہے، سوتیلا چچا زاد ولی نہیں۔ لہٰذا حقیقی چچا زاد بھائی کا کیا گیا نکاح معتبر ہے۔

سوال: نابالغہ کا نکاح طوائف سے کر دیا گیا، لڑکی طوائف کے پاس نہیں جانا

چاہتی،تو کیا حکم ہے؟

(جواب): بلوغت کے بعد لڑکی کو تنسیخ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔

(سوال): ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح اس کا ماموں کر دے اور خلوت بھی ہو جائے،تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نکاح ولی کی اجازت پر منحصر ہے، اگر ولی اس نکاح کو قائم رکھے،تو صحیح ہے اور اگر رد کر دے،تو باطل ہے، خواہ خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

(سوال): ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ فلاں عورت سے میرا نکاح اس کی اجازت اور رضامندی سے ہوا اور وہ خوشی خوشی رخصت ہو کر میرے گھر ہے، کئی بار وطی بھی ہوئی، مگر عورت اس بات کا انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا نکاح جبراً کیا گیا، مجھے زبردستی رخصت کیا گیا اور میں نے کبھی اس مرد کو اپنے قریب نہیں آنے دیا،تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب عورت اس نکاح میں رضامندی کا انکار کرتی ہے اور اپنی مجبوری کا اظہار کرتی ہے،تو یہ نکاح باطل ہے، کیونکہ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

❀ سیدہ خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے :

”آپ رضی اللہ عنہا شوہر دیدہ تھیں، ان کا نکاح ان کے والد نے کر دیا، مگر وہ انہیں وہ نکاح پسند نہ تھا، تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں (اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا،) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نکاح رد (فسخ) کر دیا۔“

(صحيح البخاري : 6945)

(سوال): جب غیر مسلم عورت مسلمان ہو کر کافر سے جدا ہو جائے، تو وہ دوسرا جگہ نکاح کب کر سکتی ہے؟

(جواب): اسلام کا دستور یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم عورت اسلام قبول کر لے، تو اس کے شوہر کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر قبول کر لے، تو ان کا نکاح قائم رہے گا، ورنہ دونوں میں جدائی ہو جائے گی، کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلم کے عقد میں نہیں رہ سکتی۔ اس صورت میں نو مسلمہ ایک حیض عدت گزار کر آگے نکاح کر سکتی ہے۔

یاد رہے کہ اگر کوئی عورت اسلام قبول کرے اور پہلے شوہر کو بتائے بغیر آگے نکاح کر لے، تو وہ نکاح فاسد ہوگا، وہ منکوحہ شمار ہوگی اور منکوحہ سے نکاح حرام ہے۔

(سوال): ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا، مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی، کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(جواب): جبری نکاح نہیں ہوتا۔

(سوال): شیعہ لڑکی توبہ کر لے اور اہل سنت کے عقائد پر آ جائے، تو کیا وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر صحیح العقیدہ لڑکے سے نکاح کر سکتی ہے، جبکہ اس کا باپ اس کا نکاح رافضی سے کرنا چاہتا ہے؟

(جواب): شیعہ سے نکاح جائز نہیں۔ ولی کی اجازت بہر حال ضروری ہے۔ اگر باپ غلط عقائد کا حامل ہے اور لڑکی کا نکاح رافضی شیعہ سے کرنا چاہتا ہے، تو اس کی ولایت ساقط ہے۔ لڑکی حاکم وقت، جج، یا علاقے کے معتبر عالم کو اپنا ولی مقرر کر کے صحیح العقیدہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔

(سوال): اگر کوئی ولی بدچلن ہو یا اولاد کی ضروریات کا خیال نہ رکھتا ہو، تو کیا اس کی ولایت ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب): ولی کا بدچلن ہونا اور اپنے فرائض سے لاپرواہ ہونا بے شک گناہ ہے، مگر اس

سے ولایت ختم نہیں ہوتی۔

(سوال): باپ کی موجودگی میں دادا نے پوتی کی کبھی خبر نہ لی، کیا باپ کی وفات کے بعد پوتی کا ولی دادا ہوگا یا نہیں؟

(جواب): خواہ دادا نے خبر لی ہو یا نہ لی ہو، مگر باپ کے بعد ولایت دادا کو حاصل ہے، کیونکہ دادا کو باپ کا قائم مقام بنایا گیا ہے۔

(سوال): نابالغہ بیوہ کا نکاح اس کی ساس نے کر دیا اور بیوہ کی ماں نے رد کر دیا، تو اس نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عورت نہ کسی کا نکاح کر سکتی ہے اور کسی نکاح کو رد کر سکتی ہے، لہٰذا جب ساس کا کیا گیا نکاح منعقد ہی نہ ہوا، تو ماں کے رد کرنے کا کیا معنی؟ کیونکہ عورت کو حق ولایت حاصل نہیں ہے۔ اور نکاح کرنے یا رد کرنے کا اختیار ولی کو ہی حاصل ہے۔

(سوال): جب نکاح خواں کو معلوم ہو کہ لڑکی اس نکاح پر راضی نہیں ہے، تو کیا وہ نکاح پڑھا سکتا ہے؟

(جواب): اگر نکاح خواں کو یقین ہو کہ لڑکی اس نکاح پر راضی نہیں ہے اور اس سے زبردستی نکاح کیا جا رہا ہے، تو اسے یہ نکاح نہیں پڑھانا چاہیے، بلکہ ولی یا لڑکی میں سے جو غلطی پر ہو اسے سمجھانا چاہیے۔

(سوال): دادا کبر سنی کی وجہ سے صاحب رائے نہیں رہا، کیا لڑکی کا چچا ولی بن سکتا ہے؟

(جواب): جب دادا بڑھاپے کی وجہ سے اہل رائے نہ رہے، کیونکہ ولایت کا مقصد ہی یہ ہوتا کہ لڑکی کے اچھے برے کا فیصلہ کرے، تو جب دادا میں یہ فیصلہ کرنے کی قوت باقی نہ رہی، تو اس کی ولایت منتقل ہوگئی، لہٰذا اس صورت میں چچا ولی بن سکتا ہے۔

(سوال): نشی باپ نے لڑکی کا نکاح پیسوں کے عوض غیر کفو میں کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر نشی باپ نکاح کے وقت حالت نشہ میں نہ تھا، تو اس کا کیا گیا نکاح معتبر ہے، البتہ اگر لڑکی اس نکاح پر راضی نہیں، تو وہ نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

(سوال): باپ مرزائی ہے اور لڑکی مسلمان ہو چکی ہے اور نکاح کرنا چاہتی ہے، تو حق ولایت کسے حاصل ہوگا؟

(جواب): مرزائی مرتد کافر ہیں، کافر کی ولایت ساقط ہے۔ مسلمان لڑکی کو چاہیے کہ حاکم وقت، جج، یا علاقے کے معتبر عالم کو اپنا ولی مقرر کر کے صحیح العقیدہ مسلمان سے نکاح کر لے۔

(سوال): عصبہ رشتہ داروں کی موجودگی میں ماں ولی بن سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): عورت ولی نہیں بن سکتی، خواہ عصبات موجود ہوں یا نہ ہوں۔

(سوال): لڑکا لڑکی کا نکاح ہوا، بعد میں لڑکا مرزائی ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مرزائی مرتد کافر ہیں، نکاح ختم ہو جائے گا، لڑکی ایک حیض عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

(سوال): باپ نے حالت نشہ میں نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دیا، تو نکاح ہوا یا نہیں؟

(جواب): اگر باپ نے حالت نشہ میں نکاح کیا، تو یہ نکاح نشے کی کیفیت پر منحصر ہے۔ اگر نشہ اس قدر ہے کہ اسے کوئی سوجھ بوجھ نہیں، تو یہ نکاح قائم نہ ہوا، البتہ اگر لڑکی اس نکاح پر راضی نہیں، تو بلوغت کے بعد اسے نکاح فسخ کا اختیار حاصل ہوگا۔

(سوال): دادی نے پوتی کی منگنی کر دی، دادی فوت ہو گئی، جب لڑکی بالغ ہوئی، تو اس نے اس جگہ نکاح کرنے سے انکار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب تک لڑکی نکاح کے لیے راضی نہ ہو، اس کا نکاح نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ولی کو چاہیے کہ منگنی ختم کر دے۔